OPEN ACCESS
Journal of Semitic Religions
ISSN (Print): 2958-7514
ISSN (Online): 2958-7522
https://jsrpk.com/index.php/Journal

نبی کریم ﷺ کی دعوت و منہج دعوت کے عملی مظاہر

Practical Manifestation of Prophetic invitation and Methodology of Invitation.

Mr. Noor Hussain
Research Scholar, PHD Islamic Studies (Quran & Tafseer) AIOU, Islamabad.
Dr. Hafiz Muhammad Sajjad
Associate Professor, Department of Interfaith Studies, AIOU, Islamabad

Abstract

Our beloved Holy Prophet (SAW) adopted such ways to promote the teachings of Islam that it led to the universal embracement of Islamic teachings. Beloved Prophet (SAW) used to practically demonstrate the teachings of Islam that he was preaching, he invited people to the teachings of Islam with gentleness and would always avoid harshness in any of the matters. The Prophet (SAW) gave glad tidings of paradise to those who embraced Islam and its leading and warned of hell for those who rejected or denied it. The Prophet (SAW) would forgive and overlook and maintained sincerity in propagating the teachings of Islam. We can achieve success in propagating the headings of Islam only by adopting the ways of our beloved Prophet (SAW).

Keywords; Prophetic invitation, Practical Manifestation, Methodology, Analytical Study

مقدمہ

آنحضرت ﷺ کی بعثت کے وقت پوری دنیا میں اور بالخصوص جزیرہ عرب میں کفر و شرک کا راج تھا لا دینیت عروج پر تھی سابقہ آسمانی تعلیمات کو لوگ بھول چکے تھے ، آپ ﷺ کو دعوت اسلام میں انتہائی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، مشرکین مکہ نے آپ کی مخالفت میں کوئی کسر نہ چھوڑی یہاں تک کہ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، مدینہ منورہ میں بھی آپ ﷺ کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور بیک وقت مشرکین مکہ اور یہود مدینہ کی مخالفتیں در پیش تھیں لیکن ان تمام تر مخالفتوں کے باوجود آپ ﷺ نے اپنا کارِ دعوت جاری رکھا، آپ ﷺ نے دعوت اسلام کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے

CC BY

ایسے مناہج دعوت اختیار فرمائے کہ آپ کی دعوت چہار دانگ عالم میں پھیل گئی آپ ﷺ کی دعوت کے مناہج داعیان اسلام کے لیے تاقیامت اسوہ حسنہ کی حیثیت رکھتے ہیں آپ کے مناہج دعوت میں سے چند ایک کا تذکرہ حسب ذیل ہے:

عملی نمونہ

کسی بھی دعوت کو مؤثر بنانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ داعی خود ان تعلیمات پر عمل پیرا ہو جن پر عمل کی وہ دعوت پیش کر رہا ہے یعنی داعی کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو آپ ﷺ کی دعوت کی صداقت کا اس سے بڑھ کر کوئی ثبوت نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ جو فرماتے تھے اس پر عمل کر کے نمونہ پیش فرماتے یہی وجہ ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[1]

"بے شک اللہ کے رسول میں تمہارے لیے نہایت حسین نمونہ ہے"

علامہ قرطبی اسوہ کی تفسیر بیان کرتے ہیں:

(الاسوة القدوة و الاسوة مایتاسی به ای یتعزی به فیقتدٰی به فی جمیع افعاله)[2]

"اس کا معنٰی ہے نمونہ اسے کہا جاتا ہے جس سے تسلی حاصل کی جائے اور اس کے تمام افعال میں اقتداء کی جائے"

آپ ﷺ نے اپنی دعوت کی صداقت پر اپنی حیاتِ مبارکہ کو بطور دلیل پیش فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۚ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾[3]

"تو میں تم میں اس سے پہلے (اپنی) عمر (کا ایک حصہ) گزار چکا ہوں کیا تم نہیں سمجھتے؟"

الغرض آپ نے جو تعلیمات پیش فرمائیں ان پر خود عمل کر کے نمونہ بھی بنے اس طرح ایک داعی کو احکام خداوندی اور اسوہ نبوی پر کاربند رہتے ہوئے زندگی کے جملہ شعبوں میں اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا چاہیے کہ اس کا عمل بھی دعوت ثابت ہو داعی کا عمل اس کی دعوت پر دلیل بن جائے، ہر عمل کا ایک اثر ہوتا ہے داعی اگر اسلامی تعلیمات کا پیرو ہو گا تو اس سے بھی لوگوں کو راہ ہدایت نصیب ہو گی اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی دعوت کی تاثیر بھی بڑھ جائے گی، آنحضرت ﷺ کا یہ منہج دعوت ہے کہ آپ ﷺ اپنی تعلیمات پر عمل بھی کرتے تھے دوسروں کو دعوت دینا اور خود عمل نہ کرنا قابل مذمت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾[4]

"اللہ کے نزدیک یہ بات سخت ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو کرتے نہیں"

داعیانِ اسلام نے دوسرے لوگوں کے لیے خود کو نمونہ ثابت کرنا ہے۔

نرمی

آپ کا دعوتی منہج ہے کہ آپ نے سختی کے بجائے نرمی اختیار فرماتے اس طرح کافروں کے دل مولیتے اور انہیں

اسلام کی صداقت پر ایمان لانے کے لیے قائل کر لیتے، آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ کا یہ کمال ہے کہ آپ نے کبھی بھی لوگوں سے سختی کا معاملہ نہیں کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ﴾[5]

"تو اللہ کی کیسی (بے پایاں) رحمت سے آپ ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر آپ تند خو ہوتے اور سخت دل ہوتے تو وہ ضرور آپ کے گرد و پیش سے بھاگ جاتے"

آپ ﷺ کی یہ شان ہے کہ آپ عالمین کے لیے رحمت ہیں رحمت رقت قلبی کا نام ہے جو دوسروں پر مہربانی کا تقاضا کرتی ہے آپ ﷺ تمام انسانوں کے لیے بلا تفریق مومنین و کفار رحمت ہیں اور عالمین کا اطلاق ماسوی اللہ پر ہوتا ہے لہٰذا آپ انسانوں کے ساتھ ساتھ ملائکہ، جنات اور حیوانات کے لیے بھی رحمت ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾[6]

"اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو (اے محبوب) مگر رحمت سارے جہانوں کے لیے"

صاحب تفسیر مظہری تفسیر میں لکھتے ہیں:

(یعنی لرحمتنا علی الانس و الجن ارسلناک لیھتدو بک)[7]

"یعنی جن و انس پر ہماری یہ رحمت ہے کہ ہم نے آپ کو مبعوث فرمایا کہ وہ آپ سے ہدایت حاصل کریں"

آپ ﷺ کا وجود اطہر رحمت ہے آپ ﷺ نے دعوت میں بھی نرمی سے کام لیا اور داعیان اسلام کو بھی دعوت دین میں نرمی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(یسروا و لا تعسرو او بشرو لا تنفروا)[8]

"آسانی پیدا کرو تنگی پیدا نہ کرو اور خوشخبری دو اور نفرت پیدا نہ کرو"

دعوت میں سنت نبوی کے مطابق نرمی اختیار کرنی چاہیے داعی کے لب و لہجہ میں بھی نرمی ہونی چاہیے۔

حُسنِ اخلاق

داعی اعظم ﷺ کے مناہج دعوت میں سے ایک منہج حسن اخلاق سے دعوت دینا ہے، آپ ﷺ مدعوین سے بے پناہ محبت فرماتے تھے، آپ ﷺ کے حسن اخلاق کی شہادت قرآن پیش کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾[9]

"اور بے شک ضرور آپ بہت بڑی شان والے خلق پر ہیں"

آپ ﷺ اخلاق کریمہ کے جامع ہیں آپ ﷺ قرآن کی عملی تفسیر ہیں لہٰذا قرآن جن اعمال کا حکم دیتا ہے آپ ﷺ نے ان پر عمل پیرا ہو کر امت کے لیے نمونہ بھی بنے، آپ ﷺ نے اپنے اخلاق کریمانہ سے ایک صالح اور مثالی

معاشرہ قائم فرمایا جس کی مثال تاریخ انسانی پیش کرنے سے قاصر ہے۔ علامہ بغوی خلق کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

(انک علی الخلق الذی امرک بہ فی القرآن)[10]

"بیشک آپ اس خلق پر ہیں جس کا اللہ نے آپ کو قرآن میں حکم دیا ہے"

آپ ﷺ کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر فتح مکہ کے موقع پر مشرکین نے اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ کے حسن اخلاق کی بدولت ابوسفیان اور عکرمہ بن ابوجہل سمیت بہت سے مشرکین نے اسلام قبول کیا، اس طرح اسلام کی اشاعت و غلبہ آپ ﷺ کے حسن اخلاق کا نتیجہ ہے۔ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

"ایک پیغمبر کے لیے یہ وصف نہایت اہم ہے تاکہ لوگوں کو دعوت کی طرف میلان ہو اور اس کے حلقہ اطاعت سے باہر نہ ہونے پائیں اور اسی لیے رحمت عالم کی ذات میں یہ وصف سب سے نمایاں طور پر ودیعت کیا گیا تھا"[11]

اسلام کے غلبہ و اشاعت میں اہم کردار حضور ﷺ کے اخلاق عظیمہ ہیں، خلق کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ دوسروں کے رویہ سے بلند ہو کر معاملہ کیا جائے اور آنحضرت ﷺ خلق کے اس درجہ پر فائز تھے آپ ﷺ نے ہمیشہ اپنے دشمنوں کو معاف فرمایا، آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ رحمت و شفقت اور عفو درگزر کا معاملہ فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

(لایجزی بالسئیة السیئة ولکن یعفو و یصفح)[12]

"آپ ﷺ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے بلکہ معارف فرمادیتے تھے اور درگزر سے کام لیتے تھے"

آپ کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر کثیر لوگ داخل حلقہ بگوش اسلام ہوئے، آپ ﷺ نے اپنے حسن اخلاق سے لوگوں کے دلوں کو مسخر فرمایا لہٰذا داعیان اسلام آپ ﷺ کے اسی منہج دعوت کو اختیار کر کے اپنے مشن میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

بشارت

آنحضرت ﷺ کے مناہج دعوت میں سے ایک منہج بشارت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا﴾[13]

"اے نبی ﷺ بے شک ہم نے آپ کو مشاہدہ کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے"

یعنی آپ ﷺ کی یہ دعوتی ذمہ داری ہے کہ دعوت حق کا شوق دلاتے ہوئے ایمان لانے کے نتائج سے آگاہ فرمائیں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لیے جو انعامات تیار فرمائے ہیں ان کی بشارت دیں۔ علامہ طبری بشارت کا معنیٰ بیان کرتے ہیں:

(مبشرھم بالجنة ان صدقوک و عملوا بما جئتم بہ من عند ربک)[14]

"آپ ﷺ انہیں جنت کی بشارت دینے والے ہیں اگر وہ آپ کی تصدیق کریں اور جو احکام آپ اپنے رب کی طرف سے لائے ان پر عمل کریں"

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ایمان لانے اور اعمال صالحہ انجام دینے کا نتیجہ جنت اور اس کی نعمتیں بیان ہوا ہے آنحضرت ﷺ نے احادیث کثیرہ میں ایمان واطاعت کا نتیجہ حصول جنت بیان فرمایاہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ ؕ﴾[15]

"اور آپ خوشخبری دیں انہیں جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے کہ ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں "

آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(بشرو لا تنفروا)[16]

"خوشخبری دو اور نفرت نہ پیدا کرو"

آنحضرت ﷺ کا یہ منہج دعوت ہے کہ آپ ایمان لانے اور اعمال صالحہ اختیار کرنے پر جنت کی بشارت دیتے تھے آپ ﷺ نے اپنے اس ارشاد میں داعیان دین کو بطور خاص دعوت میں بشارت کا منہج اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اس منہج کی بدولت لوگوں میں قبول اسلام کے لیے رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے اور ہدایت پر استقامت نصیب ہوتی ہے۔

انذار

آنحضرت ﷺ کے مناہج دعوت میں سے ایک منہج انذار ہے، آپ ﷺ کو دعوت کے پہلے مرحلہ پر اس منہج کے اختیار کرنے کا حکم دیا گیاہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾[17]

"اور (اے محبوب) اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے"

دوسرے مقام پر ارشاد تعالیٰ ہے:

﴿يَاَ اَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّآ اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا﴾[18]

"اے نبی ﷺ بے شک ہم نے آپ کو مشاہدہ کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے "

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر ایمان نہ لانے اور اس کی تعلیمات کی روگردانی کرنے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈراتے۔ علامہ طبری انذار کی تفسیر بیان کرتے ہیں:

(و نذيراً ، من النار ان يد خلوها فيعذبوا بها ان هم كذبوك و خالفوا ما جتهم به من عند الله)[19]

"اور آپ ڈرانے والے ہیں آگ سے کہ اگر انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور آپ جو اللہ کی طرف سے لے کر آئے اس کی مخالفت کی تو انہیں اس آگ میں داخل کیا جائے گا اور اس کا عذاب دیا جائے گا"

اس طرح لوگوں کو ان کے کفر و شرک اور بد اعمالیوں کے انجام سے با خبر کرنا آپ ﷺ کا منہج دعوت ہے ، آپ ﷺ جہاں ایمان اور اعمال صالحہ پر جنت کی بشارت دیتے تھے وہاں کفر و شرک اور بد اعمالیوں پر جہنم کی وعید سناتے تھے مثلاً آپ ﷺ کا ارشاد ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

(مَنْ مَاتَ لاَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَاتَ مُشْرِكًا دَخَلَ النَّارَ)[20]

"جو آدمی اللہ کے ساتھ شرک کیے بغیر مر گیا وہ جنت میں داخل ہو گا، اور جو شرک پر مرا وہ جہنم میں داخل ہو گا"

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

(إن الكذب يهدي إلى الفجور وإن الفجور يهدي إلى النار)[21]

"بے شک جھوٹ اللہ کی نافرمانیوں کی طرف لے جاتا ہے اور اللہ کی نافرمانیاں دوزخ تک پہنچادیتی ہیں"

انذار کا منہج اختیار فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے لوگوں کو کفر و شرک اور گناہوں پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا ہے اس انذار کے بعد جو قومیں ایمان نہ لائیں ان پر دنیا میں بھی عذاب آیا، آپ ﷺ نے لوگوں کو پہلی امتوں کے انجام بد سے آگاہ فرمایا اور عذاب آخرت کی وعید بھی سنائی ، اس طرح تبشیر اور انذار کے اثر سے بہت سے لوگوں کو راہ ہدایت نصیب ہوئی، الیکن اس انذاز و تبشیر کے بعد بھی جو لوگ ایمان نہیں لائے ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے اور داعیان دین دعوت الی اللہ کے فریضہ میں کامیاب قرار پاتے ہیں، آنحضرت ﷺ کی امت کے داعیان دین پر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ تبشیر و انذار کے منہج کو اپنا کر اپنی دعوتی ذمہ داری انجام دیں، انذار و تبشیر کا منہج دعوت کو کار گر بنانے میں انتہائی مؤثر ہے اس منہج سے لوگوں کو قبول اسلام اور اعمال صالحہ کی بجا آوری پر ترغیب اور کفر و شرک اور گناہوں سے توبہ کی توفیق ملتی ہے۔

بصیرت

قرآن مجید میں آنحضرت ﷺ کے مناہج دعوت میں سے ایک منہج بصیرت بیان ہوا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۚ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ﴾[22]

"(اے حبیب) آپ فرمادیں یہی میری راہ ہے اللہ کی طرف بلاتا ہوں بصیرت پر ہوتے ہوئے میں اور وہ لوگ جنہوں نے میری اتباع کی "

بصریت سے مراد ہے دعوت کی صداقت پر کامل یقین ہو یعنی داعی کا دعوت کی صداقت پر ایسا پختہ ایمان ہو جس میں کسی شک و شبہ کی آمیزش نہ ہو جس طرح دن کے وقت کوئی روشنی کو دیکھ کر سورج کے طلوع ہونے پر مطمئن ہوتا ہے اس

سے بڑھ کر داعی کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، وقوع قیامت، آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی رسالت سمیت تمام عقائد اسلامیہ کی صداقت پر پختہ یقین ہو اور اسلام کی حقانیت پر عقلی و نقلی دلائل اس کے قلب و دماغ پر نقش ہو چکے ہوں ایسے علم راسخ کے باعث داعی کے اپنے عقیدہ میں پختگی آئے گی اور اس کی دعوت علیٰ وجہ لبصیرت ہو گی۔

امام رازیؒ بصیرت کی تفسیر بیان کرتے ہیں:

(ادعوا الی الله علی بصیرة وحجة وبرهان انا ومن اتبعنی الی سیرتی وطریقتی وسیرة اتباعی الدعوة الی الله ، لان کل من ذکر الحجة واجاب عن الشبهة فقد دعا بمقدار وسعة الی الله)[23]

"میں اللہ تعالیٰ کی طرف بصیرت، دلیل اور یقین سے دعوت دیتا ہوں، میں اور میری سیرت کی پیروی کرنے والے اللہ کی طرف دعوت دینے والے ہیں کیونکہ جس نے دعوت دلائل سے دی اور شبہات کا جواب دیا اس نے اپنی طاقت کے مطابق دعوت دی"

داعی کو مذاہب باطلہ کے افراد کو دعوت دیتے وقت ان کے عقائد کے بطلان پر دلائل کا خوب علم ہونا چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی طرف سے اسلام کی حقانیت پر جو شبہات و اعتراضات ہیں ان کے رد پر بھی دلائل کا علم ہونا چاہیے مثلاً مشرکین کو دعوت دیتے وقت اثبات توحید اور رد شرک پر تمام دلائل عقلیہ و نقلیہ کا علم ہونا چاہیے اسی طرح منکرین رسالت و منکرین ختم نبوت کو دعوت دیتے وقت نبوت و رسالت اور ختم رسالت پر تمام دلائل قطعیہ کا علم ہونا ضروری ہے۔

عفو

آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے مناہج دعوت میں سے ایک منہج عفو ہے، کارِ دعوت میں سب سے زیادہ مشکلات انبیاء کرام کو پیش آئیں اور آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو انتہائی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مشرکین مکہ، طائف کے سرداروں اور یہود مدینہ اور منافقین کی طرف سے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اذیتوں کا سامنا کرنا، آپ نے راہ دعوت میں پہنچنے والی اذیتوں پر عفو و درگزر سے کام لیا۔ ارشاد تعالیٰ تعالیٰ ہے:

﴿خُذِ الْعَفْوَ﴾[24]

"معاف کرنا اختیار کیجئے"

قاضی ثناء اللہؒ "عفو" کا مفہوم بیان کرتے ہیں:

(معناه خذ العفو عن المذنبين)[25]

"اس کا معنیٰ ہے مجرموں کو معاف کرنا"

آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے حکم الٰہی کے مطابق ہمیشہ عفو کا معاملہ فرمایا ہے اور کبھی انتقام نہیں لیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

(مَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ)[26]

"رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے معاملہ میں کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا"

ایک اور روایت میں حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں:

(يعْفُوْا وَ يصْفَحُ)[27]

"آپ ﷺ معاف فرمادیتے اور درگزر سے کام لیتے"

آپ ﷺ کا یہ منہج دعوت ہے کہ آپ نے اپنے بڑے سے بڑے دشمن کو بھی معاف فرما کر اس کے دل کو مسخر کر لیا غلبہ اسلام کی وجوہات میں سے ایک آپ ﷺ کا کرم عفو ہے۔

آپ ﷺ جب صاحب اقتدار تھے اس وقت آپ نے مخالفین و معاندین کے ساتھ کریمانہ اور فیاضانہ سلوک فرمایا، آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے فیض حاصل کیے بغیر ہم منزل مراد کو نہیں پاسکتے لہٰذا داعیان اسلام کے لیے آنحضرت ﷺ کے مناہج دعوت مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں، آنحضرت ﷺ کے متبعین کے لیے بھی راہ دعوت میں مشکلات آسکتی ہیں اس لیے کہ دعوت دینا درحقیقت کسی کے طرز زندگی کو بدلنا ہے۔

اس کی زندگی میں انقلاب لانا ہے لہٰذا لوگوں کے معمولات کو بدلنا ان کی ترجیحات میں تبدیلی لانا ایک نیا معاشرہ قائم کرنا ہے جس کے لیے داعی کو مدعوین کی طرف سے مخالفت وعداوت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اگر داعی مدعوین سے انتقام لینے لگے تو اسے مزید مشکلات درپیش آئیں گی اس لیے معاف کرنا داعی کے لیے عمل دعوت کو آسان کر دیتا ہے لوگ اس سے متاثر ہو کر عظمت اسلام کے قائل ہونے لگتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ﴾[28]

"آپ (بدی) کو دفع فرمائیں بہترین طریقے سے تو اس وقت وہ شخص جس کے اور آپ کے درمیان عداوت تھی (ایسا ہو جائے گا) گویا وہ آپ کا دلی دوست تھا"

داعی کے منہج عفو سے مدعو متاثر ہو کر اسلام بھی قبول کر سکتا ہے اور اس کے معتقدین کے زمرے میں بھی آسکتا ہے، داعی کے لیے کامیابی کا راستہ معاف کر دینا ہے اگر داعی مخالفت کا جواب قوت سے دینے لگے گا تو اس سے دعوت حق کا کام رک جائے گا۔

اعراض

آنحضرت ﷺ کے قرآنی مناہج دعوت میں سے اعراض ہے یعنی داعی کی نرمی کے باوجود اگر مدعو سختی سے پیش آتا ہے اور جاہلانہ سلوک اختیار کرتا ہے تو اس کے جواب میں داعی کو سختی نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس سے کنارہ کشی اختیار کرنی چاہیے، یعنی جہلاء کی سختی اور بدکلامی کے جواب میں بھی سختی نہیں کرنی چاہیے یہی کنارہ کشی ہے اعراض کا یہ مطلب نہیں کہ داعی

عمل دعوت ترک کر دے۔ علامہ ابن کثیر اعراض کا مفہوم بیان کرتے ہیں:

(و ان کان امرًا لنبیہﷺفانہ تادیب لخلقہ باحتمال من ظلمھم و اعتدیٰ علیھم لا بالاعراض عمن جھل الحق الواجب من حق اللہ)(29)

"اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ برائی کا جواب برائی سے نہ دیں یہ مطلب نہیں کہ انہیں ہدایت کرنا چھوڑ دیں جو اللہ کی طرف سے لازم ہے"

یعنی داعی نے مدعو کی ناانصافی، جہالت و نادانی کے باعث عمل دعوت سے اعراض نہیں برتنا بلکہ مدعو کی سطح کو نہیں اختیار کرنا اور اس کے جواب میں اس سے جہالت کا رویہ نہیں اپنانا۔ علامہ نسفی اعراض کا مطلب بیان کرتے ہیں:

(لا تکافیء السفھاء بمثل سفھھم ولا تمارھم و احلم علیھم)(30)

"بے وقوفوں کو ان کے معاملے کا بدلہ اس طرح کے افعال سے نہ دو اور نہ ان سے جھگڑا کرو بلکہ ان کے ساتھ حوصلہ سے پیش آؤ"

آپ ﷺ کا یہ منہج دعوت ہے کہ آپ جہلاء سے اس طرح اعراض برتتے تھے کہ ان کی برائیوں اور زیادتیوں کے جواب میں بھی ان سے برا سلوک نہیں کرتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں:

(لایجزی بالسئیۃ السیئۃ)(31)

"آپ ﷺ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے"

داعی نے اعراض عن الجاھلین کا منہج اس طرح اختیار کرنا ہے کہ مدعو کی جہالت کو دیکھ کر اور اس کی طرف سے نا انصافی کا معاملہ ہونے پر جہالت کا ثبوت نہیں دینا اور نہ ہی ظلم کا جواب ظلم سے دینا ہے اور کارِ دعوت جاری رکھنا ہے۔

خلوص

آنحضرت ﷺ کے مناہج دعوت میں سے اخلاص و بے لوثی ہے، آپ ﷺ نے لوگوں کو قبول دعوت کے فوائد و ثمرات سے آگاہ فرمایا اس دعوت کے نتیجہ میں دشمنان اسلام کی طرف سے آپ کی اذیتیں پہنچیں لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے انہیں بار بار سمجھایا کہ میری تمام مساعی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے، میں تمہیں ذاتی مفاد کی خاطر یہ دعوت نہیں دے رہا اور نہ ہی میں تم سے کسی اجر کا مطالبہ کرتا ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا﴾(32)

"آپ فرما دیجئے اس (تبلیغ رسالت) پر میں تم سے کوئی بدلہ طلب نہیں کرتا"

علامہ قرطبی تفسیر میں لکھتے ہیں:

(ای قل یا محمد لا اسئلکم علیٰ تبلیغ الرسالۃ جعلاً)(33)

"اے محمد ﷺ آپ کہہ دیجیے میں تبلیغ رسالت پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا"

آپ ﷺ کا یہ منہج دعوت ہمیں بتاتا ہے کہ دعوت کوئی کاروبار یا پیشہ نہیں ہے بلکہ ایک عبادت ہے جس میں داعی نے اللہ تعالیٰ سے اجر مانگنا ہے اگر داعی ذاتی اغراض اور دنیاوی فوائد کا طالب ہو گا تو اس کی دعوت ایک رسم بن کر رہ جائے گی۔ دعوت اس وقت کامیابی سے ہمکنار ہو گی جب داعی مدعو سے اپنے خیر خواہی کے جذبہ کو ظاہر کرے گا۔ مفتی محمد شفیعؒ تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یہی آواز تمام انبیاء کی ہر دور میں رہی ہے کہ اپنی قوم کو کھول کر بتا دیا کہ ہم جو کچھ تمہاری خیر خواہی اور بھلائی کی کوشش کرتے ہیں تم سے اس کا کوئی معاوضہ نہیں مانگتے، ہمارا معاوضہ صرف اللہ تعالیٰ دینے والا ہے، سید الانبیاء ﷺ کی شان تو ان سب میں ارفع و اعلیٰ ہے وہ کیسے قوم سے کوئی معاوضہ طلب کرتے "(34)

نتائج بحث

آپ ﷺ کا منہج دعوت اخلاص، خیر خواہی اور بے لوثی ہے لہذا آپ کی امت کے داعیان پر منہج نبوی کی پیروی ہی دعوت میں کامیابی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ داعی کو ہر طرح کی لالچ اور طمع سے بلند ہو کر فریضہ دعوت انجام دینا چاہیے۔ اس سے مدعوین کے دلوں میں داعی کے لیے محبت او انس پیدا ہو گا اور دعوت کی طرف انہیں رغبت نصیب ہو گی۔

آپ ﷺ کی دعوت و منہج دعوت سے درج ذیل نتائج اخذ ہوئے:

- آپ ﷺ کی بعثت تمام انسانیت کی طرف ہوئی لہذا آپ کی دعوت تمام عالم انسانیت کے لیے ہے۔
- آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں لہذا قیامت تک صرف آپ کے دین کی دعوت دینا لازم ہے۔
- آپ کا نصاب دعوت قرآن و سنت ہیں لہذا قرآن و سنت کے احکام کی تبلیغ و تعلیم دی جائے گی۔
- خاتم الانبیاء ﷺ نے شاہان عالم کو خطوط تحریر فرما کر دعوت دین دی جو اس وقت پیغام رسانی کا مروجہ طریقہ تھا لہذا ہمیں عصری تقاضوں کے مطابق منہج دعوت دین اختیار کرنا چاہیے۔
- آپ ﷺ نے مشکلات کے باوجود حالات کے مطابق حکمت اختیار فرماتے ہوئے دعوت دین دی ہے، لہذا داعیان اسلام کو عصری تقاضوں کے مطابق اپنی دعوتی حکمت عملی اپنانی چاہیے۔
- داعی کو اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر نمونہ بننا چاہیے۔ اس سے اسلامی تعلیمات کی اہمیت مدعوین کے دلوں میں اجاگر ہو گی۔
- داعی کو جذبہ انتقام سے پاک رہنا چاہیے اس سے دعوت میں آسانی پیدا ہو گی اور مشکلات ختم ہوں گی۔
- داعی کو حسن اخلاق سے لوگوں کے دلوں کو مسخر کرنا چاہیے اس سے لوگ کثرت سے داعی کے پیغام کو قبول کریں گے۔
- ترغیب و ترہیب کے منہج سے دعوت دینا لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی سے بچنے اور اطاعت و فرماں

برداری کی طرف بڑھنے کا باعث ہو گی۔

- ❖ داعی کو قرآن و سنت کے دلائل کا پورا مطالعہ کر کے غیر مسلموں کو دعوت اسلام دینی چاہیے اور منکرین کے اعتراضات کے جوابات دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے دینے چاہیں۔
- ❖ داعی کو جذبہ خیر خواہی سے دعوت دینی چاہیے اس سے داعی کو استقامت نصیب ہو گی اور کامیابی اس کا مقدر ٹھہری گی اور لوگوں کا داعی پر اعتماد بڑھے گا اور اسلامی تعلیمات کو صمیم قلب سے قبول کریں گے۔

حوالہ جات

[1] ۔ سورۃ الاحزاب 21:33

[2] ۔ قرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، ج:14، ص:139

[3] ۔ سورۃ یونس 16:10

[4] ۔ سورۃ الصف 3:61

[5] ۔ سورۃ آل عمران 159:3

[6] ۔ سورۃ الانبیاء 107:21

[7] ۔ المظہری، قاضی محمد ثناء اللہ، تفسیر المظہری، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، ج:4، ص:513

[8] ۔ القشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد، والسیر باب فی الامر بالتیسیر وترک التفسیر، رقم:3262

[9] ۔ سورۃ القلم 4:68

[10] ۔ بغوی، ابو محمد حسین بن مسعود، مالم التنزیل، ج:4، ص:442

[11] ۔ ندوی، مولانا سید سلیمان، سیرۃ النبی ﷺ، نیشنل بک فاونڈیشن، اسلام آباد، 1985، ج:6، ص:512

[12] ۔ ترمذی، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی خلق النبی ﷺ، رقم:2016ء

[13] ۔ سورۃ الاحزاب 45:33

[14] ۔ طبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تاویل آی القرآن، ج:8، ص:6673

[15] ۔ سورۃ البقرۃ 25:2

[16] ۔ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد، والسیر باب فی الامر بالتیسیر وترک التفسیر، رقم:3262

[17] ۔ سورۃ البقرۃ 25:2

[18] ۔ سورۃ الاحزاب 45:33

[19] ۔ طبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تاویل آی القرآن، ج:8، ص:6673

[20] ۔ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب الدلیل علیٰ من مات لا یشرت باللہ شیا دخل الجنۃ و من مات مشر کا دخل النار، رقم 268

21 ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح،كِتَاب الْأَدَبِ،باب يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ،رقم:6094

22 ۔ سورۃ یوسف12:108

23 ۔ رازی،امام فخر الدین،مفاتیح الغیب،ج:6،ص:520

24 ۔ سورۃ الاعراف7:199

25 ۔ المظہری، قاضی محمد ثناء اللہ، تفسیر المظہری،ج:3،ص:116

26 ۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الادب،باب فی التجاوز،رقم:4785

27 ۔ ترمذی،امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ،ابوالبر والصلہ،باب ماجاء فی خلق النبی ﷺ،رقم:2016

28 ۔ سورۃ یوسف12:108

29 ۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم،ج:2،ص:339

30 ۔ النسفی،عبداللہ بن احمد، مدارک التنزیل وحقائق التاویل،ج:1،ص:605

31 ۔ ترمذی،امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی،ابواب البر والصلۃ،باب ماجاء فی خلق النبی ﷺ،رقم الحدیث:2016

32 ۔ سورۃ الشوریٰ42:23

33 ۔ قرطبی،ابوعبداللہ محمد بن احمد،الجامع لاحکام القرآن،ج:16،ص:200

34 ۔ مفتی محمد شفیعؒ،معارف القرآن،ج:7،ص:690